ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر طاہرہ انعام ❁

راسخ عظیم آبادی کی نعتیہ شاعری

Naatia poetry of Rasikh Azimabadi

By *Dr. Tahira Inam, Asst. Prof., Dept. of Urdu, Govt. Graduate College, Karkhana Bazar, Faisalabad.*

Abstracts

This paper aims to discuss some features of prophetic literature in classic era. There is a lack of research and criticism in this area of literature though there are less classic poets who especially wrote Naat, but the specimons of this era throws light on literary and religious thoughts of 18th century. Rasikh Azimabadi is also one of them who wrote some poetics regarding Naat as it was a style to start epics with Hamd and Naat. Some poets wrote these verses of naat in short but Rasikh also did it in details in the beginning of his epics. Salient features of his naat is description of prophet's miracles in glorious diction. It can be observed that the topic of *Seerat* with social perspectives is not so common in that era. Rasikh also elaborated the metaphysical aspects of prophet's life.

Keywords: Classic Poetry, Rasikh Azimabadi, Eulogy, Mathnawi, Quatrain, Naat, Prophetic Literature.

کلاسیکی شاعری پر خاطر خواہ تحقیقی و تنقیدی کام ہر دور میں سامنے آتا رہا ہے۔ مگر قدیم نعت گوئی کی تاریخ ابھی تشنۂ تحقیق ہے۔ اُردو زبان کی ابتدائی صورتوں سے ناآشنائی دکنی ادب کے تفہیم و تجزیے میں حائل ہو سکتی ہے لیکن تعجب کی بات ہے کہ شاعری کا عہدِ زریں یعنی میر و سودا کا دور، کم و بیش تمام اصنافِ سخن کے حوالے سے

❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، گورنمنٹ گریجویٹ کالج، کارخانہ بازار، فیصل آباد

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

موضوعِ تحقیق و تنقید رہا۔ اگرچہ معانی کی بازیافت کا یہ سلسلہ منقطع نہیں ہوا مگر اتنا ضرور ہے کہ طالب علم اور معلّم دونوں کے لیے اس عہد کے بیش تر شعرا اور اصناف کے حوالے سے مفصّل مواد میسر ہے لیکن اس سلسلے میں نعت کو بالخصوص موضوع بنانے کا رجحان عام نہیں ہوا۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ ہر عہد میں ادبی، سماجی، سیاسی، مذہبی، ثقافتی اور تہذیبی عوامل دیگر اصنافِ سخن کی طرح صنفِ نعت پر بھی اثر انگیز رہے ہین۔ نیز انھیں ان شعرا کے ہاں بھی دریافت کرنے کی ضرورت ہے جو بطور نعت گو ادبی پہچان نہیں رکھتے مگر کلاسیکی عہد کے اہم شعرا میں شامل تھے۔ ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں:

> جب میر و مرزا کے دور میں شمالی ہند میں اُردو شاعری کا باقاعدہ آغاز ہو جاتا ہے اور زبان و ادب کے اسالیب نسبتاً واضح اور پختہ ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو مختلف شاعروں کے ہاں نعتیہ عناصر نظر آنے لگتے ہیں اس دور میں کوئی ایسا شاعر تو نظر نہیں آتا جس کی کلی وابستگی ص نفِ نعت سے ہو یا جس کے کلام کا معتدبہ حصہ نعت کے موضوع سے متعلق ہو تاہم اُردو کے معروف شاعروں کے ہاں نعت گوئی کے کچھ متفرق نمونے ضرور مل جاتے ہیں۔ ان نمونوں کی غالب حیثیت اگرچہ رسمی، روایتی اور تقلیدی انداز کی ہے مگر اُردو نعت کے تشکیلی اور حقیقی دور تک پہنچنے سے قبل ان شاعروں کے نعتیہ نمونوں کا مطالعہ بھی ضروری ہے۔ [۱]

میرؔ و سوداؔ کے ہم عصر راسخ عظیم آبادی کا ذاتی نام شیخ غلام علی تھا۔ راسخ کا سن پیدائش ۱۱۶۲ھ بھی ملتا ہے [۲] جبکہ ڈاکٹر جمیل جالبی نے ۱۱۷۰ھ اور قاضی عبدالودود نے ۱۱۷۱ھ لکھا ہے۔ [۳] راسخ کے شاگرد یاسؔ کے مطبوعہ دیوان میں شامل قطعۂ تاریخ سے راسخ کا سنِ وفات ۱۲۳۸ھ معلوم ہوتا ہے۔ [۴] راسخ عظیم آباد کے رہنے والے تھے، کلکتہ، غازی پور، لکھنؤ اور دہلی میں سیاحت کرتے رہے۔ زندگی کا زیادہ حصہ لکھنؤ میں گزرا، پہلے میرزا فدوی اور پھر میر تقی میر کے شاگرد رہے۔ لالہ سری رام لکھتے ہیں:

> ابتدائے مشق میں... میرزا محمد علی فدوی اور میرزا شرر کو غزلیں دکھائیں لیکن خدائے سخن میر تقی میر سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے کے بعد اس امر کا اعلان پسند نہ کیا اور تادمِ اخیر میر صاحب مغفور کی عقیدت مندی کا دم بھرتے رہے جس کا نیاز مندانہ اعتراف ان کی غزلیات کے متعدد مقطعوں سے ہوتا ہے۔ [۵]

"دیوانِ راسخ" میں ۵۹ اشعار پر مشتمل ایک نعتیہ قصیدہ اور ۲ نعتیہ رباعیات شامل ہیں۔ قصیدے کی

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

تشبیب میں گردوں کی بے اعتدالی یعنی گردشِ روزگار کا ذکر ہے۔ معاشرے کی دینی اور دنیوی زوال آمادگی کی طرف اشارے ہیں۔ مدح کا آغاز بہ اندازِ استمداد ہوتا ہے۔ شاعر آنحضور ﷺ سے رحم اور عاصیوں کے اصلاحِ باطن کی استدعا کرتا ہے۔ حقیقتِ محمدیہ کے ضمن میں شاعر نے تصوّف کے مروّجہ مضامین بیان کیے ہیں۔ کئی تشبیہات بھی عالمِ ماوراسے ماخوذ ہیں۔ حضور ﷺ کے معجزوں کا ذکر ہے۔ آخری قطعے میں مضامینِ سیرت روانی سے بیان ہوئے ہیں۔ اکثر قصیدے میں لفظیات کی فن کاری مفہوم کو رواں نہیں رہنے دیتی لیکن یہاں ایسا تاثر کم ہے۔ شاعر اپنی سیہ کاری پر آپ ﷺ کی شفاعت کی امید رکھتا ہے حامیانِ پیغمبر کے لیے آسودگی کی دعا پر قصیدہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ قصیدے سے چند مثالیں درج ذیل ہیں:

خلق عالم کا نہیں تیرے سوا کوئی معیں — رحم کر عالم پہ اب یا رحمۃ للعالمیں
اے طبیبِ علتِ ارواح اے فخر بشر — باعثِ ایجادِ عالم اے تعینِ اوّلیں(۶)

فارسی طرز کے مکمل نمونے سب سے پہلے سوداؔ کے قصیدوں میں ملتے ہیں۔ بقول مصحفی اس دور میں سوداؔ ہی کی پیروی کی جاتی تھی۔

نقاش اوّل نظم قصیدہ در زبان ریختہ اوست خاہر کہ گوید پیرو تتبش خواہد بود۔(۷)

راسخ باقاعدہ قصیدہ نگاروں میں شمار نہیں ہوتے اور قصیدہ نگاری میں سوداؔ کے ہم سر بھی نہیں۔ ان کے دیوان میں قصیدہ نگاری مروّجہ میلان کے تحت ہے۔ وہ انھی شعرا میں شامل ہیں جن کے بارے میں ابو محمد اثر لکھتے ہیں:

ان میں سے بعض کی قصیدہ نگاری محض برائے بیت ہے یا تو انھوں نے بھولے بھٹکے کوئی قصیدہ کہہ دیا ہے یا ان کو اسی صنفِ سخن میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔(۸)

تاہم انھوں نے قصیدے کے مطلوبہ اوصاف اپنانے کی سعی کی ہے اور حتی المقدور مدح میں مبالغہ، تخیل، شوکتِ الفاظ، ندرت ادا اور تشبیہات و استعارات سے کام لیا ہے۔ جبکہ تشبیب اور حسنِ طلب میں نئے پہلو تراشنے کی خوبی نظر آتی ہے۔ شاملِ دیوان نعتیہ رباعیات میں ایک رباعی میں عاصیوں کے لیے حضور ﷺ کی رحمت و شفاعت کا مضمون بیان ہوا ہے۔ دوسری رباعی میں آپ ﷺ کی شانِ کریمی اور انبیا میں آپ ﷺ کے منتخب مقام کا ذکر ہے۔ شاعر نے رعایتِ لفظی سے بھی کام لیا ہے۔

ہے ختمِ رُسل کی شان کیا شانِ عظیم — اُمت کا نوازندہ کریم اور رحیم
گوہر تو بہت درجِ رسالت میں ہیں — ہر منتخب ان میں ہے یہی دُرِّ یتیم(۹)

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

"مثنویاتِ راسخ" میں ۱۹ مثنویاں شامل ہیں جن میں ۷ مثنویوں میں نعت کے اشعار بھی شامل ہیں۔ ناسخ کی ایک مثنوی "نازو نیاز" کے موضوع سے متعلق گارسیں دتاسی کا یہ بیان درست نہیں:

> مثنوی ناز و نیاز، اس میں اللہ تعالیٰ اور محمد ﷺ کی شان میں حمد و نعت ہیں۔ اس کتاب کو کانپور سے ۱۸۵۱ء میں شائع کیا گیا۔(۱۰)

گارسیں دتاسی (Garcin de Tassy) کے اس بیان کو "دیوانِ راسخ" اور "مثنویاتِ راسخ" کے مرتبین نے اپنے مرتبہ نسخوں میں من و عن نقل کیا ہے۔ جبکہ مثنوی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا موضوع حمد و نعت نہیں۔ اس کی وضاحت راسخ کی مثنویات پر مختصر نوٹ میں خود مرتب نے پیش کی ہے کہ اصمعی (عرب کے نامور شاعر، ادیب، زبان دان) کی حکایتوں سے مثنوی کا پلاٹ اخذ کیا گیا ہے۔

مثنوی "کششِ عشق" ایک درویش کی حکایت ہے جو اہلِ صفا میں سے تھا لیکن بنارس پہنچتے ہی دختر راجا کے عشق میں مبتلا ہو گیا۔ مثنوی کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے۔ اس کے بعد "نعت سیّد المرسلین خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ" کا عنوان ہے مرتب نے دو نسخہ جات کا متن دیا ہے۔ ایک نسخے کے مطابق نعت کے ۱۹ اشعار اور دوسرے نسخے کے مطابق نعت کے ۱۴/ اشعار شامل ہیں۔ مختصر پیرائے میں کائنات میں آنحضور ﷺ کی مرکزیت، آپ ﷺ کا وجہ وجودِ کائنات ہونا، کفر کو مٹانا اور ایوانِ دیں کو مستحکم کرنا، مذکور ہے، ابتدائی اشعار یہ ہیں:

زہے اشرف الناس خیر الانام جنابِ محمد علیہ السلام
وہی موجبِ اعتبارِ بشر تقدس مآب، افتخارِ بشر
عیاں گر نہ ہوتا وہ نورِ الہ سیہ رہتا آئینۂ مہر و ماہ
اگر ہوتا اس کا ظاہر وجود عدم ہی میں رہتی یہ ساری نمود(۱۱)

مثنوی "نیرنگِ محبت" میں بھی ایک قصۂ عشق بیان ہوا ہے۔ ایک نسخے سے حمد کے بعد نعت کے ۱۳/ اشعار مرتب نے درج کیے ہیں جبکہ مزید دو نسخوں میں یہ تعداد ۲۰ سے زیادہ ہے۔ مرتب نے ابتدا میں ذکر کیا ہے کہ راسخ کی مثنویات کے مختلف نسخوں میں اشعار کی تعداد حذف یا اضافے کے باعث مختلف ہے۔ اس مثنوی میں بھی نعت کے مضامین حسبِ سابق ہیں البتہ لفظوں کے استعمال اور تراکیب کی بناوٹ میں جو ندرت ہے، وہ فطری انداز رکھتی ہے شاعر کو الفاظ کے استعمال میں سہولت حاصل ہے:

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

نثارِ نامِ احمد تحفۂ جاں   ہے احمد سے فروغِ چشمِ ایماں
چراغِ دیں چراغِ خانہ اس کا   دلِ روح القدس پروانہ اس کا
زہے چشمِ لطافت سایہ اس کا   کہ برتر روح سے ہے پایہ اس کا
طریقِ قرب میں پا اُس کا واں ہے   بہت پیچھے جہاں سے لامکاں ہے
کی اس کی اشک نے وہ عذر خواہی   کہ دھوئی روئے عاشق سے سیاہی[۱۲]

مثنوی "حسن و عشق" ایک جوانِ جفاکش کے دختِ ہندو سے عشق کی کہانی ہے۔ اس مثنوی میں بھی حمد کے بعد نعت کے ۱۴/ اشعار ہیں یہاں راسخ نے نعت کے آغاز میں شوکتِ الفاظ دکھائی ہے۔ قصیدے کا سا پُر شکوہ لہجہ اپنایا ہے۔ راسخ کے مزاج کا متصوفانہ رنگ یہاں واضح ہے:

احمد شہِ انبیاے مرسل   دریاے قدم کی موجِ اوّل
انسان العین تخص ایماں   نورِ مرّت نازک جاں
محسودِ ملائک مقرب   منظور و حبیب حضرتِ رب
سرِّ باطن، ظہور ظاہر   ذات اس کی ہے مطہر اور طاہر
سر تا بہ قدم تجلیِ حق   وہ ما صدق و جودِ مطلق
ختم رُسل اوّلیں تعین   یونانِ علم کا فلاطن[۱۳]

'حسن و عشق' مثنوی میں بیان کردہ نعت کے بارے میں مرتب نے سیّد مہدی صاحب کا یہ قول لکھا ہے:

> نعت کا سمندر جیسا ناپیدا کنار ہے اس کی حقیقت سوائے غواص بحر شریعت کے اور کون کر سکتا ہے... فی الحقیقت راسخ نے دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔[۱۴]

مثنوی 'اعجازِ عشق' عشقیہ داستان ہے جس میں ہند کے ایک نوجوان کی دلہن باراتی قافلے کے پڑاؤ کے دوران ایک فقیر کے عشق میں مبتلا ہوئی۔ "نعتِ سیّد المرسلین خاتم النّبیین" میں ۴۹/ اشعار ہیں جن کا آخری حصہ معراج النبی ﷺ سے متعلق قطعہ بند اشعار پر مشتمل ہے۔ نعت کے ابتدائی اشعار بھی معناً راسخ کی دیگر مثنویوں کی نعت سے کچھ مختلف نہیں۔ البتہ الفاظ و تراکیب کے تبدّل کا اہتمام انھوں نے کیا ہے۔ دونوں حصوں سے مثالیں دیکھیے:

بانیٔ قصرِ محکمِ دیں ہے   محیِ دیں خاتم النّبیین
سر نگوں ساز قصرِ کسریٰ کا   وہی مخرب ہے لات و عزا کا

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

عقل کا اس جگہ تو داؤ نہ تھا وہم کا فہم کا لگاؤ نہ تھا
قابِ قوسین اس کی ہوئی جاگہ جامۂ عنصری کیا واں تہ [۱۵]

'مثنوی نور الانظار' پچاس اخلاقی حکایتوں پر مبنی ہے۔ بیش تر کا موضوع آخرت کی زندگی اور اللہ تعالیٰ کا رحیم و کریم ہونا ہے۔ مثنوی میں مختلف منظر قائم کیے گئے ہیں۔ 'منظر دوم در نعت خاتم النّبیین سید المرسلین' کے تحت ۲۵/ اشعار ہیں جن میں ۱۹/ اشعار نعتیہ اور ۶/ اشعار میں آل و اصحابِ رسول ﷺ کا ذکر ہے۔ نعت کے اس با قاعدہ عنوان کے علاوہ حکایتوں میں حضور ﷺ کے چند واقعات بھی نظم کیے ہیں جو معراج سے متعلق ہیں۔ "منظر بست و ہفتم در صفتِ اُمتِ مرحومہ جناب محمد مصطفیٰ ﷺ" میں بھی حضور ﷺ کی نسبت ہی سے اُمتِ مسلمہ کے فضائل بیان کیے ہیں۔ اسی کے ساتھ معراج کی مزید ایک حکایت بیان کی ہے۔ جس میں جبریلؑ کی حدِّپرواز ختم ہو جانے کے بعد حضور ﷺ کے آگے بڑھنے کا ذکر دیکھیے، یہاں اسلوب سے یہ بات واضح ہے کہ انفرادی طور پر نعت کے اشعار کہتے ہوئے جو شکوہ اور ندرت پسندی شاعر کے پیشِ نظر ہے، حکایت کے بیان میں وہ سراسر روانی میں ڈھل جاتی ہے:

بڑھا آگے وہ رسل کا سردار طے کیے سارے حجابِ انوار
درمیاں سے اُٹھے یکبار حجاب لایا محبوب کے دیدار کی تاب
قربِ دل خواہ ہوا جب حاصل قاب قوسین ہوئی تب منزل
جو ملک نے بھی نہ دیکھا، دیکھا کیا کہوں آگے کہ کیا کیا دیکھا
ہوئے اسرارِ الٰہیتِ کشف ہوئی ہر چیز کی ماہیتِ کشف
راز وہ کیا تھا جو بے پردہ رہا جو کسو سے نہ کہا اُس سے کہا [۱۶]

مثنوی "گنجینۂ حسن"، تین اجزا پر مشتمل ہے۔ عظیم آباد کی تعریف، یہاں کی محبوبہ 'شرفو' کا سراپا اور مہدی علی خان کی تعریف۔ ابتدا میں حمد کے بعد نعت کے صرف ۷/ اشعار ہیں۔ شاعر نے آپ ﷺ کو مہِ برجِ رسالت، وجودِ دو عالم کا سبب، سرِّ ربوبیت کا محرم اور اشرفِ اولادِ آدم کہا ہے۔

"مثنوی مرآت الجمال" میں عظیم آباد کی محبوبہ "نواب جان" کا بیان ہے۔ ابتدا میں محبوب حقیقی کا وصف بیان کرتے ہوئے شاعر نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ اس حسنِ حقیقی پر صرف چشمِ دلِ مصطفیٰ وا ہو سکی۔ اس کے علاوہ اس مثنوی میں با قاعدہ حمد و نعت کے عنوان سے اشعار شامل نہیں۔

ISSN: 2519-6332 (Print) ❄ ISSN: 2708-1915 (Online)

راسخ کی شاعری میں موجود نعتیہ نمونوں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم شعر گوئی کے نمایاں اوصاف ندرتِ الفاظ و خیال، مضمون آفرینی، تشبیہات و استعارات اور دیگر صنائع بدائع ان نعتیہ اشعار میں بھی بعینہٖ موجود ہیں۔ اختر اورینوی لکھتے ہیں:

> راسخ عظیم آبادی کی طرزِ نگارش نسبتاً فارسیت کی طرف مائل ہے۔ ان کے الفاظ، ان کی ترکیبیں ان کی تشبیہیں اور ان کے استعارے میرؔ کی نسبت زیادہ ایرانی پن لیے ہوئے ہیں۔ راسخ کی طرز رنگین، رواں اور چمکیلی ہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ راسخ کے یہاں سادہ کاری کے نمونے نہیں ملتے بلکہ مجموعی طور پر راسخ کا اسلوب بیان میرؔ سے نسبتاً زیادہ رنگین ہے۔[۱۷]

جبکہ موضوعات کے اعتبار سے دیکھا جائے تو کلاسیکی دور کے بعد جدید دور میں جس طرح سیرتِ رسول ﷺ کا بیان نعت گوئی میں غالب رہا۔ یہ رجحان ہمیں کلاسیکی دور کے شعرا میں نہیں ملتا۔ کلاسیکی شعرا نے نعت کہی تو حضور ﷺ کی رسالت و بشریت میں سے رسالت کو موضوع بنایا، حسن عسکری نے محسن کاکوروی کے حوالے سے "عالمِ نور میں شوشے چھوڑنے" کا جو ذکر کیا ہے۔[۱۸] دیکھا جائے تو یہ رائے کلاسیکی عہد کے بیش تر نعتیہ سرمائے پر صادق آتی ہے۔ راسخ کے ہاں بھی نعتیہ اشعار میں شانِ رسالت کا بیان ہی غالب رہا ہے۔
مذکورہ عہد تک یہ شعری رویہ بھی قائم تھا کہ شنیدہ روایات کو بلا تصدیق زیبِ شعر کر دیا جائے۔ راسخ کے ہاں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً نعتیہ قصیدے میں راسخ لکھتے ہیں:

ہے یہی قول انا احمد بلا میم اس پہ دال
ذات تیری ذاتِ حق ہے، کچھ شبہ اس میں نہیں[۱۹]

مذکورہ حدیث کے موضوع ہونے کا حوالہ کئی علما کے ہیں، ملتا ہے۔ الشیخ احمد بن عبد الرزاق الدویش لکھتے ہیں:

> جہاں تک اس روایت کا تعلق ہے۔ میں عین کے بغیر عرب ہوں اور میں میم کے بغیر احمد ہوں۔ اس کی صحت کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ یہ صفت ربوبیت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات میں سے ہے لہٰذا کسی مخلوق کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس کے لیے رب یا احد کا اطلاق کیا جائے یہ صفات اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ کا اختصاص ہے اور ان کو رسولوں یا کسی اور انسان کے لیے بیان نہیں کیا جاسکتا۔[۲۰]

ایسی مثالیں کلاسیکی شاعری میں بکثرت ملتی ہیں۔ زمانۂ حال میں بھی ان کا وجود عنقا نہیں مگر تحقیقی و تنقیدی ماحول کے ارتقا نے کسی قدر اعتدال پیدا کر دیا ہے۔ قدیم نعت گوئی میں بالعموم آنحضور ﷺ کی ازل اور ابد میں عالی مرتبی واضح کی گئی۔ رسالت کا زمینی فیضان، انسانی معاشرے پر اسوۂ رسول ﷺ کے تاریخی اثرات کا بیان خال خال ہے۔ بحیثیتِ مجموعی راسخ نے اپنے کلام میں جہاں نعت کو شامل کیا ہے۔ وہاں راسخ کے اپنے مخصوص رنگِ کلام اور عصری رجحانات کی عکاسی کی ہے۔

حواشی

۱۔ ڈاکٹر ریاض مجید، ''اردو میں نعت گوئی''، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء)، ص ۲۸۱

۲۔ ڈاکٹر شکیب ایاز (مرتب)، ''دیوانِ راسخ عظیم آبادی''، (پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۶ء)، ص تین

۳۔ ایضاً، ص ۳۸

۴۔ ایضاً

۵۔ لالہ سری رام دہلوی، ''خم خانۂ جاوید''، جلد دوم، (دہلی: دلی پرنٹنگ ورکس، ۱۹۱۷ء)، ص ۳۲۵، ۳۲۶

۶۔ ڈاکٹر شکیب ایاز (مرتب)، ''دیوانِ راسخ عظیم آبادی''، ص ۵۶

۷۔ مولوی عبدالحق (مرتب)، ''تذکرۂ ہندی'' از غلام ہمدانی مصحفی، (اورنگ آباد: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۳۳ء)، ص ۱۲۵

۸۔ ابو محمد اثر، ''اُردو میں قصیدہ نگاری''، (دہلی: تخلیق کار پبلشرز، ۲۰۱۰ء)، ص ۱۲۳

۹۔ ڈاکٹر شکیب ایاز (مرتب)، ''دیوانِ راسخ عظیم آبادی''، ص ۲۷۲

۱۰۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، ''مقدمہ'' مشمولہ ''تاریخ ادبیاتِ اردو'' (Histoire de la Litterature Hindoui et Hindoustani) از گارسیں دتاسی (Garcin de Tassy)، مترجم: لیلیان سکسٹین نازرو (Lilian Sicksteen Nazro)، (کراچی: پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی، ۲۰۱۵ء)، ص ۳۶۴

۱۱۔ ممتاز احمد (مرتب)، ''مثنوی کششِ عشق''، مشمولہ ''مثنویاتِ راسخ''، (پٹنہ: لیتھو پریس، ۱۹۵۷ء)، ص ۲

۱۲۔ ایضاً، ''مثنوی نیرنگِ محبت''، ص ۷

۱۳۔ ایضاً، ''مثنوی حسن و عشق''، ص ۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۶۷

۱۵۔ ایضاً، ''مثنوی اعجازِ عشق''، ص ۴۰

۱۶۔ ایضاً، ''مثنوی نور انظار''، ص ۶۰

۱۷۔ اختر اورینوی، ''قدر و نظر''، (لکھنؤ: ادارۂ فروغِ اُردو، ۱۹۵۵ء)، ص ۷۶، ۷۷

۱۸۔ محمد حسن عسکری، ''مجموعہ''، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء)، ص ۴۱۹

۱۹۔ ڈاکٹر شکیب ایاز (مرتب)، ''دیوانِ راسخ عظیم آبادی''، ص ۵۷

۲۰۔ الشیخ احمد بن عبد الرزاق، الدویش (مرتب)، ''فتاویٰ اللجنہ الدائمہ،'' دار المؤید، ص ۳۱۱

مآخذ

۱۔ اثر، ابو محمد، ''اُردو میں قصیدہ نگاری''، دہلی: تخلیق کار پبلشرز، ۲۰۱۰ء

۲۔ احمد، ممتاز (مرتب)، ''مثنویاتِ راسخ''، پٹنہ: لیتھو پریس، ۱۹۵۷ء

۳۔ الدویش، احمد بن عبد الرزاق، الشیخ، (مرتب)، ''فتاویٰ اللجنہ الدائمہ،'' دار المؤید

۴۔ اورینوی، اختر، ''قدر و نظر''، لکھنؤ: ادارۂ فروغِ اُردو، ۱۹۵۵ء

۵۔ ایاز، شکیب، ڈاکٹر (مرتب)، ''دیوانِ راسخ عظیم آبادی''، پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۲۰۰۶ء

۶۔ دہلوی، لالہ سری رام، ''خم خانۂ جاوید''، جلد دوم، دہلی: دلی پرنٹنگ ورکس، ۱۹۱۷ء

۷۔ عبد الحق، مولوی (مرتب)، ''تذکرۂ ہندی'' از غلام ہمدانی مصحفی، اورنگ آباد: انجمن ترقی اُردو، ۱۹۳۳ء

۸۔ عسکری، محمد حسن، ''مجموعہ''، لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء

۹۔ عقیل، معین الدین، ڈاکٹر، ''مقدمہ'' مشمولہ ''تاریخِ ادبیاتِ اردو'' ***(Histoire de la Litterature Hindoui et Hindoustani)*** از گارسیں دتاسی (Garcin de Tassy)، مترجم: لیلیان سکستین نازرو (Lilian Sicksteen Nazro)، کراچی: پاکستان اسٹڈی سینٹر، جامعہ کراچی، ۲۰۱۵ء

۱۰۔ مجید، ریاض، ڈاکٹر، ''اردو میں نعت گوئی''، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء